بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ نمبر:7

حبشہ کے عیسائیوں کا ذکر:

ساتویں پارے کی ابتداء میں حبشہ کے عیسائیوں کا ذکر ہے۔ جب مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو عیسائیوں نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زبان سے قرآن سنا تو ان کے آنسو جاری ہو گئے۔

حلال و حرام کا بیان: (آیت 87)

☼ حلال یا حرام قرار دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

☼ جن چیزوں کو حلال قرار دیا گیا ہے نہ تو تم ان کو حرام قرار دو اور نہ ہی ان کے استعمال سے گریز کرو بلکہ یہ حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں استعمال کرو۔

قسم کی چند صورتیں اور احکام: (آیت 89)

قسم کی تین قسمیں ہیں:

1: یمینِ لغو (گناہ نہیں، کفارہ نہیں)

2: یمینِ غموس (گناہ ہے، کفارہ نہیں)

3: یمینِ منعقدہ (توڑنے پہ گناہ ہے، کفارہ ہے)

قسم کا کفارہ: دس مسکینوں کو درمیانے درجے کا کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنائے یا ایک غلام آزاد کر دے اور اگر تینوں پر قادر نہیں تو پھر لگاتار تین روزے رکھے۔

حرام چیزوں کا بیان: (آیت 90)

چار چیزوں؛ شراب، جوا، بُت اور جوے کے تیروں کی حرمت کو بیان کیا۔

حالت احرام میں شکار کرنے کی ممانعت:(آیت 95)

حالت احرام میں شکار کرنا جائز نہیں۔ اگر محرم نے شکار کر لیا تو اس پر کفارہ لازم ہو جائے گا۔

بے فائدہ سوال کرنے کی ممانعت:(آیت 101)

بعض لوگوں کو بلاوجہ سوال کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ یہاں سمجھایا گیا ہے کہ اس طرح کے سوالات نہ کریں جن کے نتیجے میں کوئی مشکل آجائے۔

مشرکانہ رسوم کی تردید:(آیت 103)

مشرکین نے چار قسم کے جانوروں کو حرام قرار دے رکھا تھا

[1]: بحیرہ: وہ جانور ہے جس کا دودھ خود استعمال کرنے کے بجائے بتوں کے نام پر وقف کر دیتے تھے۔

[2]: سائبہ: وہ جانور ہے جس کو بتوں کے نام پر وقف کر کے چھوڑ دیتے تھے۔

[3]: وصیلہ: اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو یکے بعد دیگر مؤنث بچی پیدا کرتی تھی، اسے بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے۔

[4]: حام: اس اونٹ کو کہتے ہیں جو ایک خاص عدد سے جفتی کر چکا ہوتا، اسے بھی بتوں کے لیے وقف کر دیتے تھے۔

اس آیت میں ان کے اس عقیدہ باطل کی تردید فرمائی کہ کسی جانور کو خاص قید لگا کر حرام قرار دینا، اپنے لیے منصب تشریع اپنانا ہے جو کہ شرک اور ناجائز ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام سے سوال:(آیت 109)

قیامت کے دن میدان محشر میں تمام انبیاء علیہم السلام سے ان کی امتوں کے بارے سوال کیا جائے گا کہ جب آپ لوگوں نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ تعالیٰ اور اس

کے دین کی طرف دعوت دی تو ان لوگوں نے آپ کو کیا جواب دیا؟ انبیاء علیہم السلام جواب میں کہیں گے کہ ہمیں ان کے ایمان و عمل کا کچھ علم نہیں آپ ہی غیب کی چیزوں کی خبر رکھنے والے ہیں۔

مائدہ (دستر خوان) کا مطالبہ: (آیت 112)

مائدہ یعنی دستر خوان کا ذکر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے مطالبے پر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ ٹھیک ہے ہم دستر خوان اتاریں گے لیکن اگر اس کے باوجود بھی کوئی نہ مانا تو پھر ہم بہت سخت سزا دیں گے۔

حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کے خدا ہونے کی نفی: (آیت 116)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کریں گے کہ اے عیسیٰ! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے سوا معبود مانو؟ جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: اللہ جی! آپ کی ذات پاک ہے، ایسی بات تو میرے لیے مناسب ہی نہیں جس کے کہنے کا مجھے حق نہ ہو۔

مختاریت باری تعالیٰ: (آیت 118)

قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ میں نے تو انہیں آپ کی عبادت کا حکم دیا تھا۔ اگر انہوں نافرمانی اور سرکشی کی ہے تو اے اللہ! آپ کو اختیار ہے اگر آپ عذاب دینا چاہیں تو یہ آپ کے بندے ہیں آپ ان کو عذاب دینے پر قادر ہیں اور اگر آپ معاف کرنا چاہیں تو آپ غالب ہیں اور معاف کرنے کی حکمتیں بھی جانتے ہیں۔

نجات سچ میں ہے: (آیت 1196)

اس دن اللہ تعالی فرمائیں گے کہ عیسیٰ! یہ وہ دن ہے جہاں ہر شخص کی سچائی

ہی کام آئے گی۔ سچوں کو نجات ملے گی اور جھوٹے تباہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچائی کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے اور جھوٹ سے بچنے کی توفیق دے۔

سورۃ الانعام

وجہ تسمیہ:

"انعام" مویشیوں کو کہتے ہیں۔ چونکہ اس سورت میں مویشیوں کا ذکر ہے اس لیے اس پوری سورت کا نام ہی سورۃ الانعام رکھ دیا گیا ہے۔

مشرکین سے سوال: (آیت 22)

قیامت کے دن جب مشرکین اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں گے، ایک عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ کہاں ہیں وہ تمہارے شریک جن کو تم ہمارا شریک اور اپنا حاجت رواو مشکل کشا سمجھتے تھے، جن کے گن گاتے تھے اور اپنی جان ومال ان پر قربان کرتے تھے؟ اگلی آیت میں ہے کہ مشرکین بڑے غور کے بعد جواب دیں گے اللہ کی قسم ہم مشرک نہیں تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے، ان کے ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضا ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

مجرمین کی تمنا: (آیت 31)

تین بنیادی عقائد میں سے تیسرے عقیدے؛ عقیدہ آخرت کو بیان کیا کہ جس وقت مجرمین کو جہنم کے کنارے پر کھڑا کیا جائے گا جہنم کی ہولناکی اور سختی کو دیکھ کر وہ اس وقت تمنا کریں گے کہ کاش ہم پھر دنیا میں واپس ہو جاتے تو ہم احکامات کی تکذیب نہ کرتے اور مومن ہو کر لوٹتے۔ بالفرض اگر ان کو دنیا میں بھیج بھی دیا جائے تو وہ اپنی اس بات کو بھول جائیں گے اور وہی کریں گے جو انہوں نے پہلے کیا تھا۔

اہل باطل کی مجلس سے بچنا:(آیت 68)

یہاں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ جب اہل باطل اللہ تعالیٰ کی آیات میں لہو ولعب اور استہزاء کرنے کے لیے دخل اندازی کریں تو آپ ان سے مبارک چہرہ پھیر لیں۔ یہاں اگرچہ بظاہر خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن مراد عام ہے یعنی امت بھی شامل ہے۔

مشرک باپ کا موحد بیٹا:(آیت 74)

یہاں کئی آیات میں امام الموحدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید اور آپ علیہ السلام کے والد اور قوم کی بت پرستی کی تردید کا ذکر ہے۔ والد بت بناتے ہیں اور بیٹا دین کی دعوت دے رہا ہے۔ باپ مشرک بناتا ہے اور بیٹا توحیدی بناتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اباجی! آپ اور آپ کی قوم دونوں گمراہی پر ہیں۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں خود کو اور قوم کو کفر سے بچائیے! پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو دلائل کے ساتھ سمجھایا اور ان کی ستارہ پرستی کی تردید فرمائی۔

اٹھارہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر:(آیت 83)

یہاں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ انبیاء علیہم السلام کا یکجا ذکر کیا ہے۔ اس قدر انبیاء علیہم السلام کا ذکر اس سورت کے علاوہ اور کسی سورت میں نہیں ہے۔ ان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

حضرت ابراہیم	حضرت اسحاق	حضرت یعقوب
حضرت نوح	حضرت داود	حضرت سلیمان
حضرت ایوب	حضرت یوسف	حضرت موسیٰ
حضرت ہارون	حضرت زکریا	حضرت یحییٰ

حضرت عیسیٰ	حضرت الیاس	حضرت اسماعیل
حضرت یسع	حضرت یونس	حضرت لوط

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلو، ان کی ہدایات پر عمل کرو۔

ذات وصفات خداوندی پر دلائل: (آیت 95)

تعالیٰ نے اپنی ذات اور صفات کا دلائل کے ساتھ تعارف کروایا ہے۔ انسان خود سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھنا چاہے تو اس کے بس میں نہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت دلائل اور نشانیوں سے حاصل ہوتی ہے۔

رؤیت باری تعالیٰ: (آیت 103)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے کمال علمی کا بیان ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ مخلوق کی نگاہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ اس دنیا میں تو ظاہری آنکھوں سے بھی نہیں دیکھ سکتی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار تو ہو گا لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کا احاطہ پھر بھی محال رہے گا۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات غیر محدود ہیں اور انسانی حواس محدود چیزیں ہیں۔ ظاہری بات ہے محدود چیز غیر محدود ذات اور اس کی صفات کا احاطہ کرنے سے قاصر ہوتی ہے۔ اس لئے مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کی حقیقت جاننے میں قاصر ہے۔ اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے جو تمام مخلوق کی نگاہوں کو دیکھنے والی اور ان کا احاطہ کرنے والی ہے۔ مخلوق کا دیکھنا چونکہ ناقص ہے اس لیے اس کا علم بھی ناقص ہو گا اور اللہ تعالیٰ کا دیکھنا اور احاطہ کرنا چونکہ کامل ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کا علم بھی کامل ہو گا۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو جو علم حاصل ہے وہ کامل ہے، ایسا علم مخلوق کو حاصل نہیں۔

پارہ نمبر:8

مشرکین کی ہٹ دھرمی:(آیت 111)

ساتویں پارے کے آخر میں تھا کہ مشرکین؛ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی پسند اور مرضی کے معجزات طلب کرتے تھے۔ یہاں بیان کیا کہ اگر ان کے فرمائشی معجزات کو پورا کرنے کے لیے آسمان سے فرشتے اتریں اور مردے ان سے کلام کریں یہ پھر بھی اپنی ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے ایمان نہیں لائیں گے۔

تسلی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:(آیت 112)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو تسلی دی کہ ان کی دشمنی سے پریشان نہ ہوں۔ سابقہ انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیم کے ساتھ بھی ایسا ہوتا رہا ہے کہ انسان اور جنات ان کے دشمن ہوا کرتے تھے جو ان کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ لہذا آپ کے راستے میں بھی رکاوٹیں ڈالی جائیں گی، دشمن بھی ہوں گے؛ آپ پریشان نہ ہوں۔

مؤمن اور کافر کی مثال:(آیت 122)

یہاں اللہ تعالیٰ نے کفار اور ایمان والوں کی حالت کو مثال دے کر سمجھایا ہے کہ مؤمن اور کافر کی مثال ایسے ہے جیسے زندہ اور مردہ، ایمان اور کفر کی مثال ایسے ہے جیسے روشنی اور اندھیرا۔

محشر میں سوال وجواب کا ذکر:(آیت 130)

محشر میں اللہ تعالیٰ ان انسانوں اور جنوں سے پوچھیں گے جنہوں نے نافرنی کی تھی کہ کیا تمہارے پاس میرے رسول نہیں پہنچے تھے جو تمہیں میری آیات پڑھ پڑھ کر سناتے تھے اور تمہیں ملاقات کے دن سے ڈراتے تھے؟ وہ اس وقت رسولوں کے آنے کا اور اپنے کفر اور نافرمانی کا اعتراف کریں گے۔

مشرکین کے عقائد باطلہ: (آیت 136)

مشرکین؛ کھیتی اور جانوروں میں جو پیداوار ہوتی اپنے خیال کے مطابق اس میں سے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے ٹھہراتے اور ایک حصہ بتوں کے لیے۔ اللہ تعالیٰ کے حصے کو مساکین، فقراء میں تقسیم کر دیتے اور بتوں کے حصے کو بت خانے کے مجاوروں پر خرچ کرتے۔ حالانکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اور حقیقت میں بھی اسی کا ہے۔ یہاں مشرکین کے عقائد باطلہ اور گمراہی کو بیان کیا ہے۔

مشرکین کی جاہلانہ رسوم: (آیت 137)

یہاں سے لے کر کئی آیات تک مشرکین کی جاہلانہ رسوم کو بیان کیا گیا ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

بیٹیوں کو قتل کرنا۔ اگر یہ بیٹیاں نہ ہوتیں تو یہ کیسے پیدا ہوتے؟ آگے اولاد کیسے چلتی؟ بحیرہ اور سائبہ جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑنا۔ جن جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑتے ان پر سواری اور بوجھ اٹھانے کو حرام سمجھنا۔ بعض جانوروں کا دودھ مردوں کے لیے حلال اور عورتوں کے لیے حرام سمجھنا، وغیرہ۔

مشرکین کی تردید: (آیت 143)

اللہ تعالیٰ نے آٹھ قسم کے حلال جانور (بھیڑ، بکری، اونٹ، گائے بھینس) نر اور مادہ کا ذکر کیا ہے۔ مشرکین نے اپنی طرف سے کچھ مخصوص جانوروں کو حرام ٹھہرایا تھا، ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا ان کی تحریم اللہ تعالیٰ نے کی ہے؟ دلیل سے بتاؤ اگر تم اپنے اس کلام میں سچے ہو! کیا تم اس وقت حاضر تھے جب اللہ تعالیٰ نے تحریم اور تحلیل کا حکم دیا؟ ظاہر ہے نہ تو ان کے پاس دلیل ہے اور نہ ہی یہ اس وقت حاضر تھے۔ پھر ان مشرکین سے بڑا ظالم اور کاذب علی اللہ کون ہو گا؟

مشرکین کی بری عادت:(آیت 145)

مشرکین کی طرف سے بعض چیزوں کو خود ہی حلال اور بعض کو حرام کہنے کی تردید کرتے ہوئے ان کو سمجھایا کہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا صرف اللہ تعالی کا کام ہے جن چیزوں کو اللہ تعالی نے حلال قرار دیا ہے انہیں حلال سمجھیں اور جن چیزوں کو اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے انہیں حرام سمجھیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے یہاں چار چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ مردار، بہنے والا خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور۔

اوامر ونواہی کا بیان:(آیت 151)

دین کا خلاصہ دو چیزیں ہیں: اوامر اور نواہی۔ اوامر پر عمل کرنا ہے اور نواہی سے اجتناب کرنا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اوامر اور نواہی میں سے دس چیزیں بیان فرمائی ہیں۔ ان کا بہت زیادہ خیال کرنا چاہیے:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ اپنی اولاد کو رزق کے خدشے کی وجہ سے قتل نہ کرنا۔ بے حیائی اور ہر قسم کے برے کام سے بچنا۔ کسی بے گناہ آدمی کو ناحق قتل نہ کرنا۔ یتیم بچوں کے مال میں بطور خاص ناجائز تصرف نہ کرنا۔ ناپ تول میں کمی نہ کرنا۔ عدل و انصاف کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرنا۔ صرف صراط مستقیم پر چلنا۔

رحیم وکریم:(آیت160)

اللہ تعالیٰ کی ذات کتنی کریم اور رحیم ہے کہ انسان جب نیکی کا صرف ارادہ کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اگر وہ نیکی کر لے تو نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ گناہ کا ارادہ کرے تو گناہ لکھا نہیں جاتا جب تک گناہ کر نہ لے، اگر وہ گناہ کر لے تو صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔

مالکیت باری تعالیٰ:(آیت 162)

سورۃ انعام کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے نبی! فرما دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے۔ تمام چیزوں کے اللہ تعالیٰ ہی مالک ہیں ہم مملوک ہیں اس لیے انسان کا دل، دماغ، ہاتھ، پاؤں، زبان، آنکھ، کان؛ الغرض ہر چیز اللہ رب العزت کی اطاعت کے لیے استعمال ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہرگز استعمال نہ ہو۔

سورۃ الاعراف

وجہ تسمیہ:

"اعراف" حد فاصل اور دیوار کو کہتے ہیں چونکہ سورۃ اعراف کی آیت نمبر 48 میں اصحاب اعراف کا ذکر ہے جو دیوار پر بیٹھ کر اہل جنت اور اہل جہنم کو دیکھ رہے ہوں گے اس لیے اس کا نام سورۃ اعراف ہے۔ اس سورۃ میں زیادہ تر بنیادی مضامین یعنی آخرت، رسالت اور توحید کو بیان کیا گیا ہے۔

تسلی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:(آیت 2)

یہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ تبلیغ دین میں آپ کا دل تنگ نہیں ہونا نہیں ہونا چاہیے کہ لوگ اس کو جھٹلا دیں گے۔ وہ ایمان نہ لائیں تو آپ پریشان نہ ہوں کیونکہ آپ کا کام فقط دین کو احسن طریقے سے پہنچا دینا ہے۔

ترازو برحق ہے:(آیت 8)

قیامت کے دن اچھے اور برے دونوں اعمال کا وزن کیا جائے گا اور یہ حق و صحیح ہے۔ ان آیات میں بات سمجھائی کہ جس شخص کے اعمال کا پلڑا بھاری ہو گا وہ کامیاب ہو گا، جس کے اعمال کا پلڑا ہلکا ہو گا وہ ناکام ہو گا۔ اس لیے اعمال کا صحیح اور سنت

کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ مزید یہ کہ اعمال کے قبول ہونے کی تین شرائط ہیں: نمبر ایک عقیدہ ٹھیک ہو۔ نمبر دو ارادہ ٹھیک ہو۔ نمبر تین طریقہ ٹھیک ہو۔

داستان آدم علیہ السلام و ابلیس: (آیت 11)

یہاں سے کئی آیات تک حضرت آدم علیہ السلام کی تفصیلی داستان کا ذکر ہے۔ آدم علیہ السلام کا مسجود ملائکہ ہونا، شیطان کا مردود ہونا، آدم علیہ السلام کا جنت میں رہنا پھر جنت سے زمین پر آنا اور آخر میں دعا کا ذکر ہے۔ اور ساتھ ساتھ ابن آدم کو سمجھایا گیا کہ شیطان تمہارا ازلی دشمن ہے اس لیے اس سے بچ کر رہنا۔

معنوی اور ظاہری لباس: (آیت 26)

گزشتہ آیات میں بتایا کہ شیطان کی خباثت کی وجہ سے آدم و حوا علیہما السلام کا جنتی لباس اترا اور انہیں برہنہ ہونا پڑا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے لباس کو نعمت قرار دیا ہے۔ لباسِ ظاہری بھی نعمت ہے جس سے انسان اپنا ستر چھپاتا ہے اور اس کا اصل مقصد بھی تقوی اختیار کرنا ہے۔ اور لباسِ معنوی یعنی تقوی اختیار کرنا یہ لباسِ ظاہری سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس لیے اولاد آدم کو دونوں لباسوں کا اہتمام کرنا چاہیے کہ کہیں شیطان ان کے باپ کی طرح اولاد کو بھی آزمائش میں نہ ڈال دے۔

لباس اختیار کرنے کا حکم: (آیت 31)

گزشتہ آیات میں مشرکین کی رسم بد اور جاہلانہ رسم کا بیان تھا کہ وہ ننگے جسم بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اور اس کو عبادت اور بیت اللہ کا احترام سمجھتے تھے۔ یہاں سے ان کی اس بے ہودہ رسم کی تردید کی جارہی ہے کہ بیت اللہ کا برہنہ ہو کر طواف کرنا بے حیائی اور سخت بے ادبی ہے۔ اس آیت سے علماء کرام نے استنباط کیا ہے کہ جس طرح ننگی حالت میں طواف کرنا منع ہے اسی طرح ننگے سر نماز پڑھنا بھی منع ہے۔

انسان بقدر طاقت مکلف ہوتا ہے: (آیت 42)

اللہ تعالیٰ نے دین کے بارے میں فرمایا کہ یہ ایسا بہترین دین ہے کہ اس میں اسی چیز کا حکم دیا گیا ہے جو انسان کی طاقت میں ہے۔ ہمت سے جو بڑھ جائے اس کا اللہ تعالیٰ حکم ہی نہیں دیتے بلکہ جتنا برداشت ہوسکے اسی کا حکم دیتے ہیں۔

ایک ہے کسی چیز کا ناممکن ہونا، برداشت سے باہر ہونا اور ایک ہے کسی چیز کا مشکل ہونا۔ شریعت کا کوئی حکم ناممکن اور برداشت سے باہر نہیں ہے، ہاں البتہ کچھ نہ کچھ مشکل ہوتا ہے تبھی تو اللہ تعالیٰ عمل کرنے پر اجر عطا فرماتے ہیں۔

اصحاب اعراف کا ذکر: (آیت 44)

یہاں سے کئی آیات تک اہل جنت، اہل جہنم اور اصحاب الاعراف کا تذکرہ فرمایا کہ ایک طرف جنت والے ہیں اور ایک طرف جہنم والے ہیں درمیان میں ایک دیوار ہے جس کا نام اعراف ہے۔ جنت والے جہنم والوں سے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ سچا تھا ہم نے پالیا۔ تمہارے ساتھ جو جہنم کا وعدہ تھا تمہیں بھی مل گیا ہے۔ اور کچھ لوگ اعراف والے ہوں گے یعنی جن کی نیکیاں اور برائیاں دونوں برابر ہوں گی تو یہ لوگ اعراف میں ہوں گے بالآخر اللہ تعالیٰ ان کو بھی جنت میں داخل فرمادیں گے۔

توحید پر اہم دلائل: (آیت 54)

1: آسمان وزمین کی تخلیق

2: عرش کی وسعت

3: سورج اور چاند کی تخلیق

4: نظامِ عالم کو چلانا

پانچ انبیاء علیہم السلام اور ان کی اقوام کا ذکر:(آیت 59)

یہاں سے لے کر پارے کے آخر تک اللہ تعالیٰ نے پانچ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے قصص بیان فرمائے ہیں۔

ان انبیاء کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں: حضرت نوح، حضرت ھود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب؛ علیہم السلام۔

مقصود یہ بتانا ہے کہ

1: تمام انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالی کی توحید کی دعوت دی۔

2: خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا